موازنہ

آواز خلافت

۱۶ اکتوبر ۱۹ء

۱۹۱۵
مارچ

آئینہ صداقت

۲۶ دسمبر ۱۹۲۱ء

دورہ مغرب ۱۴۰۰ھ
۱۹۸۰ء

حقیقۃ الامر

۲۱ ستمبر ۱۹۱۹ء

آئینہ صداقت

۱ ۲ ۳ ہمارے عقائد کا بیان ص۳۵ ۳۶ ۳۷

حقیقۃ النبوۃ

۴- آپ حقیقی نبی تھے ۱۷۷

۵- دعویٰ کو ثابت کا نہیں تھا ۱۲۹

۶- رد لو الکرم نصیرے سے آپ آگے نکل گئے ۲۵۷

۷- اجراء نبوت سے آنحضرتؐ کی ہتک ہے ۱۸۶

۸- نبوت کا دروازہ کھلا ہے ۲۲۸

۹- مسیح موعود نبی تھے ۲۲۹

۱۰- ۱۹۰۱ کے بعد اپنے آپکو نبی کہنا شروع کر دیا ۱۳۶

۱۱- آپکو مجدد کہنا حماقت ہے ۲۸۰

۱۲- یہ کہنا کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہوتا ہے، نادانی ہے ۱۵۵

۱۳- اپنے آپکو نبی سمجھتے تھے ۱۲۵

انوار خلافت

۱۳- میں کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے - ۶۲

۱۵- بابت جنازہ ص۹۱

۱۶- ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں ۹۰

۱۷- اسمہ احمد آپ تھے ص۳۴

۱۸- میری گردن پر تلوار ۶۵

القول الفصل

۱۹- آپکو مجدد کہنا سخت ظلم ہے

۲۰- دیگر انبیاء کی طرح آپ بھی نبی تھے ۳۳

دورہ یورپ

ص۲۱ ... ۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت صاحب فرماتے ہیں وَ وَاللہِ اِنِّی جِئْتُ مِنْہُ مُجَدِّدًا - حمامۃ البشریٰ

مجددیت کا دعویٰ کیا جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا - ازالہ اوہام ص 42

بمصداق قول ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا . . . اور میں ہی وہی شخص ہوں جس کے دعویٰ پر پچیس برس گذر گئے . . . میں ہی اس زمانہ کا مجدد ہوں - حقیقۃ الوحی ص [illegible]

(نبی کیلئے ضروری ہے کہ اس کا اپنا کلمہ ہو) . . . تمام نبی یہی سمجھاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر ایمان لاؤ - اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام امت کو سکھلایا گیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ - حقیقۃ الوحی ص 111

1905ء میں حضرت صاحب سے سوال کیا گیا کہ اب مجدد آئیں گے؟ تو آپ فرماتے ہیں کہ مجدد تو قیامت تک آتے رہیں گے - ملفوظات جلد ہشتم ص 119 -

مندرجہ بالا حوالہ جات سے واضح ہے کہ آپ مجدد - محدث تھے نبی ہرگز نہ تھے ، جماعت اسی موقف پر 1914ء تک قائم رہی - مگر جونہی مولانا نورالدین صاحب دنیا سے رخصت ہوئے - تو میاں صاحب نے حضرت صاحب کو نبی بنانے اور منوانے کی کوشش شروع کر دی - جو کہ بالکل تعلیم اسلام اور تعلیم حضرت مسیح موعود کے خلاف ہے جسقدر اس موضوع پر میاں صاحب کی کتب نکلی ہیں وہ 1914ء کے بعد کی ہیں - 1914ء میں اور اس سے قبل ان کا موقف حضرت صاحب والا تھا - اور مرحوم مولانا محمد علی صاحب نے فرمایا تھا کہ یا تو یہ اپنا الگ کلمہ بنا لیں گے یا رجوع کر لیں گے - اب آپ خود اس سے معلوم ہے کہ پہلے کلمہ شہادت تک بدلے گئے ہیں - اور اب کسقدر ضروری ہے کہ کافر کہنے والے کو بھی کافر نہ کہیں گے - ادارہ تجویز ملاحظہ ہو -

حضرت مسیح موعود کی ماموریت سے انکار جرم ہے تو ان کے رتبہ میں غلو کرنا بھی اتنا ہی سخت جرم اور گناہ ہے -

آپ اپنے اعمال کے خود اللہ کے حضور جوابدہ ہیں ذرا فکر کریں - اور منصفانہ فیصلہ کریں -

آپ ضرور لٹریچر بابت نبوت محمدیہ " لعنتہ حضرت صاحب " کا مطالعہ کریں -

باب اوّل

اُن غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیل عقیدہ کے متعلق مجھ پر بے جا الزام

مسیحیوں سے غلط طور پر ہماری مشابہت بتلانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ بیان کی ہے۔ جس میں انھوں نے اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بعض واقعات سے متاثر ہو کر میں نے (یعنے اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے ٭

تعداد عقائد

یہ تبدیلیٔ عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہٗ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورۂ صف آیت ۶) کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

ہر سہ عقائد کا بیان

میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں آگے ثابت کروں گا۔ ان میں سے اول الذکر اور آخر الذکر حضرت مسیح موعود کے وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود میں نے اپنے لیکچروں میں بیان کیا ہے۔ جو چھپ بھی چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت استاذی المکرم خلیفۃ المسیح اول رضؓ سے گفتگو اور انکی تعلیم کا نتیجہ ہے ٭

نبوت کے متعلق میرا عقیدہ

ایں تفصیل سے تو آگے جاکر بیان کرونگا۔ مگر اسجگہ بھی مختصراً یہ بیان کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سب سے زیادہ سچے اور دین کے لئے سب سے زیادہ غیرت رکھنے والے تھے پس آپ کا آنے والے مسیح کو نبی کے لفظ سے بار بار یاد فرمانا اس امر کی شہادت ہے کہ آنیوالا مسیح نبی ہوگا۔ مگر قرآن کریم کا اپنی تعلیم کو ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے قرار دینا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو صاحب شریعت ہو۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو انا آخر الانبیاء فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا۔ جو آپ کی اطاعت سے باہر ہو کر نبی بنے۔ بلکہ جو شخص بھی نبوت کا درجہ پائیگا۔ آپ کے متبعین سے ہوگا۔ اور آپ کے فیض سے نبی ہوگا ؛

اسمہ احمد کی پیشگوئی کے متعلق میرا عقیدہ

اس پیشگوئی کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اسمیں دو پیشگوئیاں ہیں ایک ظل کی اور ایک اصل کی۔ ظل کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اور اصل کی پیشگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ مگر اس پیشگوئی میں بالتصریح ظل کی خبر دیگئی ہے۔ اور ظل کی خبر میں التزامی طور پر اصل کی خبر بھی آگئی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ظلی نبی کا وجود ایک ایسے نبی کے وجود کو طبعاً چاہتا ہے جو بمنزلہ اصل کے ہو۔ اسلئے اس آیت سے ایک ایسے نبی کی بھی خبر نکلتی ہے۔ جس سے اس پیشگوئی کا اصل مصداق فیوض حاصل کریگا۔ اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل نہیں ہوسکتے۔ بلکہ اصل ہیں آپ نے کبھی انسان سے فیض حاصل نہیں کیا۔ بلکہ اور لوگ آپ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ اور ایسا خیال کرنا کہ نعوذ باللہ رسول کریمؐ دوسروں سے فیض حاصل کرنیوالے تھے آپ کی ہتک ہے۔ اسلئے اور نیز بعض اور دلائل کی بناء پر میرا یہ عقیدہ ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق اول حضرت مسیح موعودؑ ہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل ہیں اور مسیح ناصری کے مثیل ہیں۔ لیکن میرے نزدیک یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جس کی نسبت الہامی تعیین کسی نبی نے نہیں کی۔ اسلئے اسکے متعلق جو کچھ بھی عقیدہ ہوگا۔ وہ علمی تحقیقات سے زیادہ نہیں کہلا سکتا پس اگر کوئی شخص اس آیت کے کچھ اور معنے سمجھے۔ تو ہم اسے غلطی کہینگے، خارج از احمدیت یا

آئینہ صداقت ص ۳۴

گنہگار نہیں کہینگے۔ غرض یہ کہ یہ کوئی ایسا اہم مسئلہ نہیں ہے کہ جسے مذہبی نقطۂ خیال سے ہم کوئی اہمیت دیں ؎

میرا عقیدہ مسئلہ کفر غیر احمدیان کے متعلق

میرا عقیدہ ہے کہ کفر درحقیقت خدا تعالیٰ کے انکار کی وجہ سے ہوتا ہے اور جب بھی کوئی وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی نازل ہو کہ اس کا ماننا لوگوں کے لئے حجت ہو۔ اس کا انکار کفر ہے۔ اور چونکہ وحی کو انسان تب ہی مان سکتا ہے۔ کہ جب وحی لانیوالے پر ایمان لائے۔ اس لئے وحی لانیوالے پر ایمان بھی ضروری ہے۔ اور جو نہ مانے۔ وہ کافر ہے۔ اسوجہ سے نہیں کہ وہ زید یا بکر کو نہیں مانتا۔ بلکہ اسوجہ سے کہ اس کے نہ ماننے کے نتیجہ میں اسے خدا تعالیٰ کے کلام کا بھی انکار کرنا پڑتا ہے۔ میرے نزدیک سب نبیوں کا کفر اسی باعث سے ہے۔ نہ ان کی اپنی ذات کی وجہ سے۔ اور چونکہ ایسی وحی جس کا ماننا ضروری ہو۔ صرف انبیاء پر ہوتی ہے۔ اس لئے صرف انبیاء کا انکار کفر ہے نہ اور لوگوں کا۔ اور چونکہ میرے نزدیک ایسی وحی جس کا ماننا تمام بنی نوع انسان پر فرض کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ پر ہوئی ہے۔ اسلئے میرے نزدیک بموجب تعلیم قرآن کریم کے ان کے نہ ماننے والے کافر ہیں۔ خواہ وہ باقی سب صداقتوں کو مانتے ہوں۔ کیونکہ موجبات کفر میں سے اگر ایک موجب بھی کسی میں پایا جائے۔ تو وہ کافر ہوتا ہے۔ ہاں میرے نزدیک کفر کی تعریف یہ ہے کہ ایسے اصول میں سے کسی اصل کا نہ ماننا جن کے نہ ماننے سے نہ ماننے والا خدا تعالیٰ کا باغی قرار پاوے۔ اور جس کے نہ ماننے سے روحانیت مرجائے۔ یہ نہیں کہ ایسا شخص ہمیشہ ہمیش کے لئے غیر مجذوذ عذاب میں مبتلا کیا جاوے۔ اور چونکہ اسلام کے احکام کی بنا ظاہر پر ہے۔ اسلئے جو لوگ کسی نبی کو نہیں مانتے۔ خواہ اسی وجہ سے نہ مانتے ہوں کہ انھوں نے اس کا نام نہیں سنا۔ کافر کہلائینگے۔ گو خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مستحق عذاب نہ ہونگے۔ کیونکہ ان کا نہ ماننا ان کے کسی قصور کی وجہ سے نہ تھا۔ چنانچہ سب مسلمان بالاتفاق ان لوگوں کو جو مسلم نہیں ہیں۔ خواہ انھوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سنا ہو یا نہ سنا ہو۔ کافر ہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور آج تک ایک شخص نے بھی آئس لینڈ کے اسکیموز یا امریکہ کے ریڈ انڈینز یا افریقہ کے ہاٹنٹاٹس یا آسٹریلیا کے وحشیوں کے مسلمان ہونے کا

بلکہ یہ کسی اور میں نہیں پائی جاتی۔ پس جس میں وہ خصوصیت پائی جائے گی اُسے ہم مجازی نبی نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ شریعت اسلام کے رو سے حقیقی نبی ہوگا۔ خواہ کسی اور اصطلاح کے رو سے مجازی ہی نبی ہو۔ وہ خصوصیت اظہار علی الغیب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ یعنی سوائے رسولوں کے میں اظہار علی الغیب کا مرتبہ کسی کو نہیں دیتا۔ پس یہ خصوصیت جس میں پائی جائیگی۔ وہ شریعت اسلام کے رو سے مجازی نبی کبھی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ اسلام کی اصطلاح میں وہ حقیقی نبی ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ میں رسولوں کے سوا کسی کو غیب پر غلبہ دیتا ہی نہیں۔ اور حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ مجھے غیب پر کثرت سے اطلاع دی جاتی ہے پس ثابت ہوا۔ کہ اسلام کی اصطلاح کے رو سے حضرت مسیح موعود ہرگز مجازی نبی نہیں۔

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے میں ایک اور مثال دیتا ہوں۔ کیونکہ مثالوں سے مطلب خوب سمجھ میں آجاتا ہے۔ اور وہ مثال یہ ہے۔ کہ جب ہم یہ کہیں۔ کہ سوجاکھوں کے سوا کوئی شخص رنگ نہیں پہچان سکتا۔ اور پھر ہم کسی شخص کی نسبت کہیں کہ وہ رنگ پہچان لیتا ہے۔ تو اُس کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ وہ لغت کے معنوں کے لحاظ سے حقیقی سوجاکھا ہے۔ گو علم باطن کے لحاظ سے وہ اندھا ہو یعنی حق کو پہچان نہ سکتا ہو مگر جب اُس کی نسبت یہ کہا جائے۔ کہ وہ رنگ پہچان لیتا ہے۔ تو لغت کے رو سے وہ مجازی سوجاکھا کبھی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ حقیقی سوجاکھا ہوگا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے ایک شرط لگا دی کہ سوائے رسولوں کے اظہار علی الغیب کا مرتبہ کسی کو نہیں ملتا۔ تو جس شخص میں یہ بات پائی جائے گی۔ وہ قرآن کے رو سے حقیقی رسول اور نبی ہوگا۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ اس لئے قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کے رو سے آپ حقیقی نبی تھے۔ مگر اس اصطلاح کے رو سے جو آپ نے لوگوں کو اپنی قسم نبوت کے سمجھانے لئے بنائی تھی۔ اور جو یہ ہے۔ کہ حقیقی نبی وہ ہوتا ہے۔ جو شریعت لائے۔ آپ مجازی تھے۔ مگر اسی اصطلاح کے رو سے نہ کہ قرآن کریم کے رو سے۔ پس جو شخص باوجود اس کے ...رت مسیح موعود میں وہ بات پائی جاتی ہے۔ جو غیر نبی میں نہیں پائی جا سکتی۔ آپ کو

۱۹ پھر اسی طرح یہ بی کی تعریفوں کے اختلاف کے ہی سبب تھا کہ ایک وقت جب آپ اپنے آپکو نبی خیال نہ کرتے تھے تو آپ نے لئے جب نبی کا لفظ الہامات میں دیکھتے تو اس کے یہ معنے کر لیتے کہ ہر محدث ایک رنگ میں جزئی نبی ہوتا ہوگا اسی لئے مجھے نبی کہا جاتا ہے اور ایسے صوفیوں کی معمولی اصطلاح قرار دیتے تھے اور اس وجہ سے اپنے اس درجہ میں سب پہلے بزرگوں کو شامل خیال کرتے تھے لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ جو درجہ آپ کو ملا ہے وہ نبوت کا درجہ ہے اور جو کیفیت اپنے درجہ کی آپ بیان کرتے رہے ہیں وہ نبوت کی کیفیت تھی نہ کہ محدثیت کی تو آپ کو مجبوراً اپنے سے پہلے سب محدثوں کو اپنے درجہ سے علیحدہ کرنا پڑا اور صاف کہہ دیا کہ وہ میری نبوت میں شریک نہیں حالانکہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ اپنی نبوت پہلے محدثوں کی سی نبوت قرار دیتے تھے جیسا کہ پہلے گذر چکا لیکن سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد نبی کی حقیقی تعریف کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے انکشاف ہونے کے بعد آپ نے صاف لکھ دیا کہ

"جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور **دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں**[1]"

[1] حاشیہ - ایک شخص نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو صرف یہ خصوصیت ہے کہ حدیث میں آپ کا نام نبی آیا ہے اور یہ آپ کو دوسرے اولیاء پر فضیلت ہے ورنہ ایسے نبی تو سب بزرگ تھے اس شخص کو یہ لفظ یاد رکھنے چاہئیں کہ ان کو یہ کثیر حصہ اس نعمت کا نہیں دیا گیا اور یہ کہ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں اور جبکہ نہ تو ان لوگوں نے نبی کا خطاب پانے کے قابل درجہ پایا اور نہ وہ اس نام کے مستحق ہیں تو پھر اس کے کیا معنے؟ کہ وہ بھی ایسے نبی تھے جیسے مرزا صاحب صرف بڑے چھوٹے کا فرق تھا اگر وہ ویسے ہی نبی تھے تو وہ اس نام کے مستحق کیوں نہیں؟

(مرزا محمود احمد)

ہے۔ ہی نہ شاخ اسلام میں نبوت کا مسئلہ ہی تو ایک زبردست مسئلہ ہے جو اسے پچھلے ادیان
پر فضیلت دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے نبوت کا ملنا ہی تو ایک کمال ہے
جو آپ کو دوسرے انبیاء سے افضل ثابت کرتا ہے ورنہ محدث تو پہلے انبیاء کی امتوں میں
بھی ہوتے تھے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی محدث ہی آسکتے ہیں
تو آپ کو دوسرے انبیاء پر کیا فضیلت ہوئی؟ ہمارا نبی خاتم النبیین ہے وہ کل کمالات
کا جمع کرنے والا ہے کل خوبیاں اس پر ختم ہو گئیں وہ خاتم النبیین ہی نہیں وہ خاتم المومنین بھی
ہے دنیا کے پردہ پر کسی جگہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس سے فیض نہ پائے
لیکن اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ خاتم النبیین ہے یعنی نہ صرف نبی ہی تھے بلکہ
نبی گر ہے دنیا میں بہت سے نبی گذرے ہیں مگر انکے شاگرد محدثیت کے درجہ سے
آگے نہیں بڑھے سوائے ہمارے نبی صلعم کے کہ اس کے فیضان نے اس قدر وسعت
اختیار کی کہ اس کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت
کا بھی درجہ پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر
حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا چنانچہ خدائے تعالیٰ نے
مسیح ناصری جیسے اولوالعزم نبی پر اسے فضیلت دی اور یہ سب کچھ صرف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ہوا نہ اس کے اپنے زور سے۔ پس اے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والو! مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرنا
درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان کا انکار کرنا ہے
اور مسیح موعود کے نبی ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نقص
نہیں آتا اور نہ آپ کی اس میں ہتک ہے بلکہ یہ سراسر عزت ہے اور وہ عزت
ہے جس میں کوئی اور رسول آپ کے ساتھ شامل نہیں جہاں غیر وارث ہو وہاں غیرت
ہوتی ہے لیکن جہاں اپنا شاگرد اور روحانی فرزند وارث ہو وہاں غیرت کا کیا
تعلق شاگرد کا بڑھنا تو استاد کی قابلیت پر دلیل ہوتا ہے نہ کہ اس سے استاد
کی قابلیت پر کوئی حرف آتا ہے پس مسیح موعود کے بڑھنے پر حسد مت کرو کہ

جانے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی ہے وہ میری جان ہے میرا دل ہے میری مراد ہے میرا مطلوب ہے۔ اسکی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے۔ اور اسکی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھکر معلوم دیتی ہے۔ اسکے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے۔ پھر میں کیوں اس سے پیار نہ کروں وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر میں اس سے کیوں محبت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے پھر میں کیوں اس کا قرب نہ تلاش کروں۔ میرا حال مسیح موعود کے اس شعر کے مطابق ہے کہ ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم • گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور یہی محبت تو ہے جو مجھے اس بات پر مجبور کرتی ہے۔ کہ باب نبوت کے لکلی بند ہونیکے عقیدہ کو جہاں تک ہو سکے باطل کروں۔ کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ بیشک اگر یہ مانا جائے۔ کہ کوئی شخص ایک ایسی شریعت لایا ہے۔ جو قرآن کریم کو منسوخ کر دے گی۔ تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ اور اگر یہ مانا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آئیگا۔ جو آپ کی اطاعت کے بغیر انعام نبوت پائے گا۔ تو اس میں بھی آپ کی ہتک ہے۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان کمزور ہے۔ کہ آپکی موجودگی میں براہ راست فیضان کی حاجت پیش آئی۔ لیکن اسیطرح

x اس عقیدہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ کہ یہ مان لیا جائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں آئیگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپکا فیضان ناقص اور آپکی تعلیم کمزور ہے کہ اس پر چل کر انسان اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات نہیں پا سکتا۔ دنیا میں وہی استاد لائق کہلاتا ہے۔ جس کے شاگرد لائق ہوں۔ اور وہی افسر معزز کہلاتا ہے۔ جس کے ماتحت معزز ہوں۔ یہ بات ہرگز فخر کے قابل نہیں۔ کہ آپ کے شاگردوں میں سے کسی نے اعلیٰ مراتب نہیں پائے۔ بلکہ آپ کی عزت بڑھانے والی یہ بات ہے۔ کہ آپ کے شاگردوں

۸ میں سے ایک ایسا لائق ہو گیا۔ جو دوسرے استادوں سے بھی بڑھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب

ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷ و ۲۸)۔

اس حوالہ سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنی نہیں۔ کہ آپ کے بعد فیض روحانی بند ہے۔ بلکہ یہ معنی ہیں، کہ آپ کے بعد ایسا فیضان جاری ہے۔

۲۔ یہ کہ آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اور اس نبوت کا پانے والا امتی نبی کہلاتا ہے۔

اب پہلے حوالہ اور اس حوالہ کو ملا کر دیکھو کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ پہلے حوالہ میں فرماتے ہیں، کہ محدث جسے جزدی نبی بھی کہہ سکتے ہیں۔ پہلی امتوں میں ہوتے رہے ہیں۔ اور اس حوالہ میں فرماتے ہیں، کہ امتی نبی وہ درجہ ہے۔ جو پہلے نبیوں کی اتباع سے نہیں ملا کرتا تھا اور ان کا درجہ ایسا بڑا نہ تھا کہ ان کی اتباع سے کوئی فرد ان کی امت کا نبی بن جائے۔

پس ان حوالوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پہلی امتوں میں محدث یا جزدی نبی تو ہوتے تھے۔ لیکن پہلے نبیوں میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ ان کے فیضان سے امتی نبی ہو سکے جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں۔ بلکہ اس سے اوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ کیونکہ محدث یا جزدی نبی کا درجہ تو وہ ہے۔ جو پہلی امتوں کے بعض افراد کو بھی ملا کرتا تھا۔ لیکن امتی نبی کا وہ درجہ ہے جو پہلے رسولوں کی اتباع سے نہیں مل سکتا تھا۔ کیونکہ وہ خاتم النبیین نہ تھے۔ اور جزدی نبی کے اوپر کا درجہ سوائے نبی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جزو کے بعد کل ہی ہوتا ہے۔ پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی۔ اور پہلے زمانہ میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی۔ کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس قدر صاحب کمال

نہ تھے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور جبکہ نبوت کا دروازہ علاوہ محدثیت کی امت محمدیہ میں کھلا ثابت ہو گیا۔ تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود بھی نبی اللہ تھے۔ نہ یہ کہ آپکا اصل درجہ تو محدث ہونے کا تھا۔ نبی کا خطاب بعض مشابہتوں کی وجہ سے دید یا گیا کیونکہ آپکو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کہا ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ بات آپنے کہاں سے نکال لی کہ محدث پہلے نبیوں کی اتباع سے ہو سکتے تھے؟ حدیث میں تو یہ ہے کہ ایسے لوگ بنی اسرائیل میں ہوا کرتے تھے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ وہ امتی بھی ہوا کرتے تھے پس ہم دونوں حوالوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے تو محدث بھی براہ راست ہوا کرتے تھے لیکن آپ کی امت میں محدث آپکے واسطہ سے ہونے لگے ہیں۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ یہ بات تو آپنے اپنے پاس سے لگالی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے تو صرف انبیاء کی نسبت لکھا ہے کہ ان کو براہ راست نبوت ملا کرتی تھی۔ محدثوں کی نسبت کہیں نہیں لکھا کہ ان کو بھی محدثیت براہ راست ملا کرتی تھی۔ پس بلا وجہ نئی شرط لگانے کی کوئی وجہ نہیں۔ یا تو اس دعویٰ کا ثبوت قرآن کریم سے دینا چاہیئے یا حدیث سے یا پھر مسیح موعود کے کلام سے۔ لیکن تینوں جگہ سے اس ثبوت کے مہیا کرنے میں ناکامی اور نامرادی ہوگی۔ پس اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ محدث کے علاوہ اس سے بڑھکر ایک اور نبوت ہے جو پہلے نبیوں کے فیض سے نہیں مل سکتی تھی۔ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے مل سکتی ہے۔ حالانکہ محدثیت پہلی امتوں کو بھی ملجاتی تھی براہ راست بھی ملجاتی ہے۔ لیکن وہ نبوت پہلی امتوں کو نہیں ملتی تھی اب ملجاتی ہے اور محدثیت چونکہ جزوی نبوت کا نام ہے۔ اسلئے وہ نبوت سوائے نبیوں والی نبوت کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ اور جبکہ نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے تو مسیح موعود جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی ہی کہا ہے اور خدا تعالیٰ نے بھی تو اسکے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔

(۱۲)

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود اس نبوت کے لئے